علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے آئیڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

مضمون : اسلامی فقہ

سطح : بی۔اے

کوڈ : 464

مشق : 02

سمسٹر : بہار 2025ء

سوال نمبر 1 اسلام میں طلاق کی شرعی حیثیت اور اس کے مراحل کو تفصیل سے بیان کریں (20)

جواب۔

اگر میاں بیوی کے مابین اختلاف اور رنجش اس قدر بڑھ جائے کہ ان خانگی اقدامات سے ان کا تدارک نہ ہو سکے تو ایسے موقع پر حکام وقت یا عدالت ان دونوں کے خاندان میں سے ایک ایک شخص کو حکم مقرر کر دیں۔ یہ دونوں افراد خاندان کے ہی لوگ ہوں، صاحب علم اور نیک ہوں، ان دونوں کا مقصود میاں بیوی کی مصالحت اور اصلاح احوال ہو۔

ان یریدآ یصلًا حا یوفق اللہ بینھما(النساء ۹)

اگر دونوں اصلاح چاہتے ہیں تو اللہ توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

یعنی اگر یہ دونوں حکم اصلاح حال اور باہمی مصالحت کا ارادہ کریں گے۔ تو اللہ ان کے کام میں امداد عطا فرما دیں گے۔ اور میاں بیوی میں اتفاق کر دیں گے۔

مزکورہ بالا آیات سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

اول: یہ کہ مصالحت کروانے والے دونوں حکام اگر دل سے چاہیں کہ باہم صلاح ہو جائے تو اللہ کی طرف سے ان کی غیبی امداد ہوگی۔ کہ یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور ان کے ذریعے اللہ دونوں میاں بیوی کے باہمی اتفاق و محبت پیدا فرما دے گا۔ اس کے نتیجے سے یہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جہاں باہمی مصالحت پیدا نہیں ہوتی تو دونوں حکمین میں سے کسی ایک کی جانب سے اخلاص کے ساتھ صلاح جوئی میں کمی ہوتی ہے۔ اس آیت سے دوسری بات یہ ثابت ہو رہی ہے ان دونوں کے حکمین کے بھیجنے کا مقصد میاں بیوی میں صلاح کرانا ہے۔ حکمین کو بھیجنے کا اور کوئی مقصد نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ فریقین رضا مند ہو کر انہیں دونوں حکمین کو اپنا نائب مختار یا ثالث بنا لیں۔ اور یہ تسلیم کر لیں کہ یہ دونوں مل کر جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہوگا۔ اس صورت میں یہ دونوں کلی طور پر ان کے معاملے میں فیصلہ کرنے کے مجاز ہو جائیں گے۔ دونوں طلاق پر متفق ہو جائیں تو طلاق ہو جائے گی۔ دونوں مل کر خلع وغیرہ کی کوئی صورت طے کریں تو فریقین کو ماننا پڑیگا۔ صلح کرانے کے علاوہ کسی کو کوئی اختیار نہیں۔

<u>حکمین کے فرائض:</u>

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ اس میں بھی اس کی شہادت موجود ہے کہ جب تک فریقین ان کو کلی اختیار نہ دے دیں یہ واقعہ سنن بیہقی میں بروایت عبیدہ سلمانی اس طرح مرکوز ہے۔

ایک مرد اور ایک عورت حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں کے ساتھ بہت سی جماعتیں تھیں۔ حضرت علی نے حکم دیا کہ ایک حکم مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے مقرر کریں۔ جب یہ حکم تجویز کر دیئے گئے تو ان دونوں سے خطاب فرمایا تم جانتے ہو کہ تمھاری ذمہ داری کیا ہے اور تمھیں کیا کرنا ہے؟ سن لو اگر تم دونوں ان میاں بیوی کو یکجا رکھنے اور باہم مصالحت کرا دینے پر متفق ہو جاؤ تو ایسا ہی کر لو۔ اور اگر تم یہ سمجھو کہ ان دونوں میں مصالحت نہیں ہو سکتی یا قائم نہیں رہ سکتی۔ اور تم دونوں کا اس پر اتفاق ہو جائے کہ ان میں جدائی ہی مصلحت ہے تو ایسا ہی کر لو۔ یہ سن کر عورت بولی کہ مجھے منظور ہے۔ یہ دونوں حکم قانون الٰہی کے موافق جو فاصلہ کر دیں خواہ میری مرضی کے مطابق ہو یا خلاف ہو مجھے منظور ہے۔ لیکن مرد نے کہا کہ میں جدائی اور طلاق میں کسی طور پر گوارہ نہ کروں گا البتہ حکم کو یہ اختیار دیتا ہوں کہ مجھ پر مالی تاوان جو چاہیں ڈال کر اس کو راضی کر دیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا نہیں تمہیں بھی ان حکمین کو ایسا اختیار دینا چاہئے جیسا عورت نے دیا ہے۔

اس واقعہ سے بعض مجتہدین نے یہ مسئلہ اخذ کیا ان حکمین کا با اختیار ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت علی نے فریقین سے کہ کر انہیں با اختیار بنا دیا۔ امام ابوحنیفہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ:

اگر ان حکمین کا با اختیار ہونا شریعت میں ثابت ہوتا تو حضرت علی کے اس ارشاد اور فریقین سے رضامندی حاصل کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ فریقین کو

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 03435004551

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ،پروپوزل ،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

رضا مند کرنے کی کوشش خود اس کی دلیل ہے کہ یہ حکمین با اختیار نہیں ہوتے۔ البتہ اگر میاں بیوی انہیں مختار بنادیں تو با اختیار ہو جاتے ہیں۔
غرض امام ابوحنیفہ کی رائے یہ ہے کہ حکمین صرف مصالحت کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ اور انہیں زوجین کے درمیان تفریق کرانے کا اختیار نہیں ہوتا۔ الا یہ کہ میاں بیوی خود انہیں یہ اختیار دے کر اپنے درمیان وکیل مقرر کرلیں۔ جبکہ امام مالک رحمۃ اللہ کی رائے یہ ہے کہ حکمین خود اس امر کے مجاز ہوتے ہیں کہ صلح ممکن ہو تو صلح کرادیں۔ ورنہ دونوں کی تفریق یا شوہر کو بیوی سے معاوضہ دلا کر طلاق دلوائیں۔

سوال نمبر 32 ایلاء (قسم کھا کر بیوی سے دور رہنے) کا کیا مفہوم ہے؟ اس کے شرعی اصول اور اثرات کو وضاحت سے بیان کریں۔

جواب۔ ایلاء: ازروئے شریعت ایلاء کا مفہوم یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے چار ماہ (قمری) یا اس سے زائد موت تک ہمبستری نہ کرنے کی قسم کھا لے۔ اگر قسم نہ کھائی تو ایلاء نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر چار ماہ سے کم کی قسم کھائی تب بھی ایلاء نہیں ہوگا۔
ایلاء کی قسم غیر مشروط بھی ہوسکتی ہے۔ مثلاً یہ کہے کہ اللہ کی قسم میں اپنی بیوی سے ہم بستری نہیں کرونگا۔ اور ہمیشہ کی قید بھی لگائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح چار ماہ سے زائد کی قید بھی لگائی جاسکتی ہے۔ مثلاً یہ کہے کہ میں پانچ ماہ یا ایک سال تک تمام عمر بھی اپنی بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا۔ ان سب صورتوں میں ایلاء ہو جائے گا۔ اللہ کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھائی مثلاً یہ کہا کہ قسم ہے اللہ کی قدرت اللہ کے علم کی وغیرہ۔ تو اسے بھی اللہ کی قسم تصور کیا جائے گا۔ یا کوئی نذر پوری کرنے کا عہد کیا اور یوں کہا کہ میں اپنی بیوی سے ہم بستری کروں تو میری بیوی پہ طلاق ہے۔ یا وہ میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یا اسطرح کہا کہ اگر میں بیوی سے ہم بستری کروں تو مجھ پر حج لازم ہو جائیگا۔ ان الفاظ سے وہ شخص ایلاء کرنے والا تصور ہوگا۔

قران کریم میں ایلاء کا بیان: ایلاء کے بارے میں اللہ کا حکم ہے
”جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں ان کے لئے چار ماہ انتظار کرنا ہے۔ اگر وہ رجوع کرلیں تو وہ اللہ بہتر معاف کرنے والا ہے اور اگر طلاق کا عزم کرلیں تو اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔“ (بقرہ۔۱۲۷۔۱۲۶)

ایلاء کے بارے میں مختلف مسالک کی آراء:

حنفی مسلک کی رائے: حنفی مسلک کے مطابق ایلاء یہ ہے کہ بیوی سے ہمبستری ترک کردینے کے بارے میں اللہ کی قسم کھائی جائے خواہ یہ قسم غیر مشروط ہو یا اس سے زیادہ عرصے کی مدت مقرر کردی گئی ہو۔ یا بیوی سے ہمبستری کا انحصار کسی دشوار کام پر رکھا گیا ہو۔ اللہ کی قسم کھانے کا مطلب اللہ کے نام یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھانا ہے۔
ترک قربت سے مراد فطری تعلق سے باز رہنا ہے۔ دشوار کام پر بیوی سے ہمبستری کردینے کی صورت یہ ہے۔ بیوی سے قربت کا طلاق سے وابستہ کیا جائے۔ مثلاً بیوی سے کہا جائے اگر میں تجھ سے قربت کروں تو تجھے طلاق ہے یا غلام آزاد کردینے سے وابستہ کرنا۔ مثلاً یہ کہنا کہ اگر میں قربت کروں تو میرا غلام آزاد ہے، یا نذر سے وابستہ کرنا مثلاً یہ کہنا کہ اگر میں قربت کروں تو یہ کردینا، اگر میں قربت کروں تو مجھ پر حج یا روزہ خواہ ایک ہی دن کا ہو لازم ہوگا۔ یہ تمام صورتیں ہم بستری کو دشوار کرنے کے ساتھ مشروط کرنے کی ہیں۔ اس کے برعکس اگر یہ کہا جائے کہ اگر میں تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر ماہ رواں کا یا ماہ گزشتہ کا روزہ لازم ہو گا۔ تو اس سے کچھ نہ ہوگا۔ ماضی کی نذر درست نہیں ہے۔ اور ماہ رواں کے روزے کی شرط بے معنی ہے کہ اس ماہ کے ختم ہونے کا بعد قربت کی تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ایام جن میں روزہ رکھنا تھا گزر چکے ہوں گے مگر یہ کہنا ایلاء ہے کہ اگر قربت کروں تو مجھ پر قربانی یا اعتکاف یا کفارہ لازم ہوگا۔ یا میں سو رکعت نماز ادا کروں گا۔ وغیرہ۔ غرضوہ تمام امور جو مشقت کے حامل ہوں۔ ان میں سے کسی امر پر قربت کو منحصر کردینا ایلاء بن جاتا ہے۔ اور ایسے امور میں سے کسی امر پر ہم بستری کو منحصر کرنے سے ایلاء نہیں ہوتا، جن میں جسمانی مشقت نہ ہو۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں اپنی بیوی سے ہم بستری کروں تو مجھ پر تسبیح پڑھنا یا جنازے کا ساتھ چلنا لازم ہوگا تو اس سے ایلاء نہیں ہوتا۔
بہر حال اگر ترک ہم بستری کرنے پر اللہ کی قسم کھانے کا بعد ہم بستری کی تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔ اور اگر طلاق پر قسم کھائی تھی تو طلاق پڑ جائیگی۔ خواہ اسی بیوی پر طلاق واقع ہونے کی قسم کھائی ہو۔ اس کے علاوہ کسی اور بات پر قسم کھائی ہو تو اس کا پورا کرنا لازم ہے۔ ایسی صورت میں ایلاء کا حکم ساقط ہو جائیگا۔ تفصیل بالا سے معلوم ہوا کہ ایلاء میں طلاق دینے، کفارہ ادا کرنے، قربانی دینے حج کرنے اور روزہ رکھنے وغیرہ کی شرط رکھی جاسکتی ہے۔ کیونکہ ان باتوں سے جان کہ مشقت ہوتی ہے۔ نذر ماننے پر اگر مشقت ہو تو اس پر ایلاء کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے ہمبستری کروں تو مجھ پر ۲۰ رکعات نماز پڑھنا لازم ہوگا تو اسے ایلاء نہیں ہوگا کیونکہ ۲۰ رکعات نماز پڑھنا بذات خود کچھ دشوار نہیں، خواہ بعض کمزور اشخاص سہولت پسندی کی وجہ سے اسے دشوار محسوس کریں لہٰذا کسی نے اس پر ایلاء کیا تو اسے مولی (ایلاء کرنے والا) قرار نہ دیا جائے گا۔ اس کے برخلاف اگر کسی نے یہ نذر مانی کے سو رکعات ادا کروں گا چونکہ اس

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کے داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میں مشقت ہے اسلئے یہ ایلاء ہو جائے گا۔

حنبلی مسلک کی رائے: حنبلی مسلک کے فقہا کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شوہر جو ہم بستری کے قابل ہو اور اپنی بیوی سے ہم بستری نہ کرنے کے لئے اللہ کی یا اللہ کی کسی صفت کی قسم کھائے تو یہ ایلاء ہے۔ البتہ اس کے بارے میں حنبلی فقہا کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا نذر کی قسم بھی اللہ کی قسم کی مانند ہے۔ اور چار ماہ گزرنے کے بعد بھی انہی احکام کا اطلاق ہوگا۔ جن کا اطلاق ایلاء کرنے والوں پر ہوتا ہے؟ بعض فقہا کی رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کو ایلاء کرنے والا قرار نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ نذر ماننا ایک ایسا عہد ہے جو قسم نہیں ہے جیسے کا ظاہر ہے حنابلہ کے نزدیک ایلاء قسم ہے اور قسم یا تو اللہ کی ذات کی ہوتی ہے یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی۔ پس اگر ہم بستری نہ کرنے کی قسم کو طلاق سے وابستہ کر دیا گیا، مثلاً بیوی سے یوں کہا'' اگر تجھ سے ہم بستری کروں تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو۔'' یا نذر مان لی کہ'' اگر ہم بستری کروں تو مجھ پر حج یا صدقہ لازم ہو جائیگا وغیرہ۔ ان تمام باتوں سے اس شخص کو ایلاء قرار نہیں دیا جائیگا۔'' کیونکہ کسی کام کو شرط سے وابستہ کرنے کا مطلب قسم کھانا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں قسم کے الفاظ نہیں آئے، زیادہ سے زیادہ یہ امر قسم کی طرح کسی کام سے باز رہنے یا اسے ترک کرنے کیلئے ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے بھی حلف کیا جاتا ہے۔

مشروط قسم کو فقہی اعتبار سے قسم قرار نہیں دیا جاتا اور یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص کعبے کی قسم کھائے یہ بھی فقہی لحاظ سے کوئی قسم نہیں ہے۔ اب اگر کسی شخص نے اس طرح کی قسم کھائی اور پھر بیوی سے ہم بستری کر لی تو اس شرط کو پورا کرنا لازم ہوگا۔ لیکن اگر ہم بستری نہیں کی تو ایلاء کے احکامات عائد نہیں ہوں گے۔ البتہ بیوی کو حق ہوگا کہ اگر خاوند چار ماہ تک اس سے علیحدہ رہے، گو بغیر ایلاء کے الگ رہا ہو تو وہ اس معاملے کہ حاکم (عدالت) کے سامنے پیش کرے اور حاکم عدالت شوہر کو بیوی کے پاس جانے یا طلاق دینے کا حکم دے گا۔

مالکی مسلک کی رائے: مالکی مسلک کی رائے میں ازروئے شریعت ایلاء یہ ہے کہ مسلمان مکلّف شوہر، جو عورتوں سے مباشرت کی صلاحیت رکھتا ہو، اپنی بیوی سے جو دودھ نہ پلاتی ہو، چار ماہ یا اس سے زیادہ عرصے کے لئے ترک مباشرت کی قسم کھالے۔ ایلاء کی اس تعریف میں خاوند کی قسم کھانے میں تین صورتیں ہیں

ا۔ ایک صورت اللہ یا اس کی صفت کی قسم ہے مثلاً بیوی سے یوں کہنا کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں، کہ تجھ سے کبھی ہمبستری نہیں کروں گا۔ یا پانچ ماہ تک نہ کروں گا۔ اسی طرح اللہ کے علم یا اس کی قدرت وغیرہ کی قسم ہے۔

۲۔ دوسری صورت کسی خاص چیز کو اپنے اوپر لازم کر لینا جائز ہو مثلاً طلاق دینا، صدقہ نکالنا یا حج، روزہ اور نماز کو اپنے اوپر لازم کرنا۔ اس طرح کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے اگر میں تجھ سے ہم بستری کروں تو تجھے طلاق ہے یا فلاں غلام آزاد کرنا مجھ پر لازم ہوگا۔ یا اتنی اشرفیوں میں صدقہ یا سو رکعات نماز یا ایک ماہ کے روزے یا مکہ کی زیارت اپنے اوپر لازم کرتا ہوں۔ اس کو نذر معین کہتے ہیں۔

۳۔ تیسری صورت غیر معین امر کو لازم کر لینا ہے۔ مثلاً یوں کہا کہ اگر مباشرت کروں۔ تو اپنی نذر پوری کروں گا۔ یا صدقہ دونگا (یہ سب صورتیں ایلاء کی ہیں) لیکن اگر بیوی سے یوں کہے (علی نظران لا اطلق) تو اس میں اختلاف ہے۔ بعض اصحاب کہتے ہیں کہ اس طرح کہنے سے بھی ایلاء ہو جائیگا۔ بعض کہتے ہیں نہیں ہوگا۔

شافعی مسلک کی رائے: فقہائے شافعیہ کی رائے میں ایلاء یہ ہے کہ ایسا شوہر جس سے ہمبستری متوقع ہو اور جس کا ہمبستری نہ کرنا موجب طلاق ہو جائے، چار ماہ یا اس سے زائد عرصے تک ترک ہمبستری کی قسم کھائے۔ اس تعریف کی رو سے لفظ حلف یا قسم میں تینوں صورتیں شامل ہیں۔

ا۔ وہ قسم اللہ کے ناموں یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی ہو مثلاً یوں کہا جائے کہ میں اللہ کی یا اس کی قدرت کی قسم کھاتا ہوں کہ اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کروں گا۔

۲۔ مباشرت کو طلاق واقع ہو جانے وغیرہ سے وابستہ کیا جائے۔ مثلاً بیوی سے یوں کہا جائے کہ اگر تجھ سے مباشرت کروں تو تجھے طلاق ہے۔

۳۔ منت یا نذر ماننے سے جو نیک کام لازم ہوتے ہیں مثلاً نماز روزہ وغیرہ انکو ایلاء یعنی ترک مباشرت کی قسم سے اپنے اوپر لازم کر لینا، جیسے بیوی سے یوں کہنا کہ اگر میں تجھ سے مباشرت کروں تو اللہ کی طرف سے مجھ پر اتنی نماز یا صدقہ لازم ہوگا۔ ان سب صورتوں میں ایلاء ہو جائیگا۔

شرائط ایلاء: ایلاء کی متعدد شرائط ہیں۔

رکن شرائط: رکن سے مراد وہ الفاظ ہیں جن سے ایلاء متحقق ہوتا ہے یعنی بیوی سے ہمبستری نہ کرنے کی چار ماہ یا اس سے زائد مدت کی قسم کھانا، اس کی تین شرطیں ہیں۔

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 0334-5504551

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس، ایم فل، پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

پہلی شرط: ایلاء کے رکن کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے الفاظ ایسے ہوں جو ایلاء کے مفہوم پر دلالت کرنے کے لیے موزوں ہوں۔ یعنی شوہر ایلاء میں جو الفاظ استعمال کرے وہ ایسے ہوں جو صراحتہ اور عرفاً اس کے بیوی سے ہمبستری نہ کرنے پر دلالت کرتے ہوں۔

دوسری شرط: ایلاء کے لیے بولے گئے کلمات ایسے ہوں جو فوری طور پر موثر اور پختہ ارادے پر دلالت کرتے ہوں اور ان میں تردد اور شک موجود نہ ہو، یعنی وہ کہے کہ خدا کی قسم میں اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کروں گا۔

تیسری شرط: ایلاء کے لیے کہے گئے کلمات جان بوجھ کر کہے گئے ہوں یعنی جس وقت شوہر ایلاء کے ارادے سے ایلاء کے حامل کلمات ادا کرنا چاہے تو وہ یہ الفاظ قصداً اپنی مرضی اور اختیار سے ادا کرے۔

مولی کی شرائط: ایلاء کرنے والے شوہر کی شرط یہ ہے کہ وہ عاقل اور بالغ ہو، مجنوں اور بچہ کا ایلاء معتبر نہیں ہے۔

ایلاء کرنے والے شوہر اور بیوی کی شرائط: ایلاء کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ جس شخص نے ایلاء کا کلمات ادا کیے ہوں اس کے اور اس کی بیوی کے درمیاں حقیقۃ یا حکماً نکاح موجود ہو۔ مثلاً اگر شوہر نے بیوی کو رجعی طلاق دے دی ہو اور وہ قسم کھائے کہ میں اس بیوی سے چار ماہ سے زیادہ مدت تک قربت نہیں کروں گا تو وہ مولی کہلائے گا۔ اگر چار ماہ گزر گئے اور بیوی بھی عدت میں ہے مثلاً اس طرح کے بیوی حاملہ ہے اور ابھی بچے کی پیدائش نہیں ہوئی ہے تو مالکی،
شافعی اور حنبلی مسلک کے فقہاء کے نزدیک اس شوہر کو رجوع کا حکم دیا جائے گا اور اگر وہ رجوع پر آمادہ نہ ہوا اور طلاق بھی نہ دے تو عدالت اس کی بیوی کو طلاق دے دے گی اور حنفی فقہا کے نزدیک ایلاء کی مدت، یعنی چار ماہ گزرتے ہی طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی۔

ایلاء کی مدت کی شرائط: اکثر فقہاء کی رائے یہ ہے کہ ایلاء میں ایک مدت بھی ہونی چاہیے جس میں ترک ہمبستری کی شوہر قسم کھائے، حنفی فقہاء کے نزدیک ایلاء کی مدت چار ماہ یا زائد ہے یعنی اگر شوہر اپنی بیوی سے چار ماہ سے کم ترک ہمبستری کی قسم کھائے تو ایلاء نہیں ہوگا بلکہ یہ قسم یمین ہوگی۔ اگر شوہر چار ماہ سے زائد مدت کی قسم کھائے کہ وہ اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کرے گا تو اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے یہ ایلاء ہوگا۔

ظہار کی فقہی و شرعی حیثیت: ظہار کا لفظ 'ظہر' سے بنا ہے جس کے معنی پشت کے ہیں۔ اسلام سے قبل عرب میں یہ رواج تھا کہ شوہر جب بیوی سے ناراض ہوتا اس سے کہہ دیتا کہ 'تو میری ماں کی پشت کی مانند' ہے۔ اور اس طرح کہنے سے اسکی بیوی اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی تھی۔ اسلامی قانون چونکہ انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے اور اس میں لوگوں کے لیے بڑی سہولتیں رکھی گئی ہیں تاکہ اس پر عمل کرنا ان کے لیے آسان ہو۔ اس لیے اللہ تعالٰی اور اس کے رسولؐ نے جہاں زندگی کے دیگر معاملات میں لوگوں کے لیے بہت سی آسانیاں پیدا فرمائیں۔ وہاں خاندانی زندگی، بالخصوص ازدواجی زندگی کو بہت سہل اور آسان بنایا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے 'ظہار' کے طریقے میں جو اسلام سے قبل عربوں میں رائج تھا۔ ترمیم کر کے شوہر کیلیے یہ گنجائش فراہم کی کہ اگر وہ ناشائستہ بات کہہ بیٹھے کہ بیوی کو ماں جیسا قرار دے دے تو یہ حرمت ابدی نہیں ہے۔ بلکہ وہ اُس کا کفارہ ادا کر کے از سر نو ازدواجی زندگی کا آغاز کر سکتا ہے۔ ظہار کا حکم قرآن کرم میں آیا ہے۔

' اللہ تعالٰی نے سُن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملے میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ تعالٰی سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سُن رہا ہے۔ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں اُن کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں۔ اُن کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے۔ یہ لوگ ایک سخت ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالٰی بڑا معاف کرنے والا ہے'۔ (المجادلہ ۸۵)

' جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں۔ پھر اس بات سے رجوع کریں۔ جو انہوں نے کہی تھی۔ قبل اسکے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ اس سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے باخبر ہے۔ اور جو شخص غلام نہ پائے وہ دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم اسلیے دیا جا رہا ہے کہ تم اللہ اور اسکے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک سزا ہے' (المجادلہ ۴۳)۔

سوال نمبر 3 ایلاء اور ظہار میں کیا فرق ہے؟ ان کے شرعی احکام اور اثرات پر روشنی ڈالیں۔

جواب۔ ایلاء: از روئے شریعت ایلاء کا مفہوم یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے چار ماہ (قمری) یا اس سے زائد موت تک ہمبستری نہ کرنے کی قسم کھا لے۔ اگر قسم نہ کھائی تو ایلاء نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر چار ماہ سے کم کی قسم کھائی تب بھی ایلاء نہیں ہوگا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

0345-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ایلاء کی قسم غیر مشروط بھی ہوسکتی ہے۔مثلا یہ کہے کہ اللہ کی قسم میں اپنی بیوی سے ہم بستری نہیں کرونگا۔اور ہمیشہ کی قید بھی لگائی جاسکتی ہے۔اسی طرح چار ماہ سے زائد کی قید بھی لگائی جاسکتی ہے۔مثلا یہ کہے کہ میں پانچ ماہ یا ایک سال تک یا تمام عمر بھی اپنی بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا۔ان سب صورتوں میں ایلاء ہوجائے گا۔اللہ کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھائی مثلا یہ کہا کہ قسم ہے اللہ کی قدرت اللہ کے علم کی وغیرہ۔تو اسے بھی اللہ کی قسم تصور کیا جائے گا۔یا کوئی نذر پوری کرنے کا عہد کیا اور یوں کہا کہ میں اپنی بیوی سے ہم بستری کروں تو میری بیوی پہ طلاق ہے۔یا وہ میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یا اسطرح کہا کہ اگر میں بیوی سے ہم بستری کروں تو مجھ پر حج لازم ہو جائیگا۔ان الفاظ سے وہ شخص ایلاء کرنے والا تصور ہوگا۔

قرآن کریم میں ایلاء کا بیان: ایلاء کے بارے میں اللہ کا حکم ہے

"جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں۔ان کے لئے چار ماہ انتظار کرنا ہے۔اگر وہ رجوع کرلیں تو وہ اللہ بہتر معاف کرنے والا ہے اور اگر طلاق کا عزم کرلیں تو اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔" (بقرہ۔۱۲۷۔۱۲۶)

ایلاء کے بارے میں مختلف مسالک کی آراء:

حنفی مسلک کی رائے: حنفی مسلک کے مطابق ایلاء یہ ہے کہ بیوی سے ہمبستری ترک کردینے کے بارے میں اللہ کی قسم کھائی جائے خواہ یہ قسم غیر مشروط ہو یا اس سے زیادہ عرصے کی مدت مقرر کردی گئی ہو۔یا بیوی سے ہمبستری کا انحصار کسی دشوار کام پر رکھا گیا ہو۔اللہ کی قسم کھانے کا مطلب اللہ کے نام یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھانا ہے۔

ترک قربت سے مراد فطری تعلق سے باز رہنا ہے۔دشوار کام پر بیوی سے ہمبستری کردینے کی صورت یہ ہے۔بیوی سے قربت کا طلاق سے وابستہ کیا جائے۔مثلاً بیوی سے کہا جائے اگر میں تجھ سے قربت کروں تو تجھے طلاق ہے یا غلام آزاد کردینے سے وابستہ کرنا۔مثلاً یہ کہنا کہ اگر میں قربت کروں تو میرا غلام آزاد ہے۔یا نذر سے وابستہ کرنا مثلا یہ کہنا کہ اگر میں قربت کروں تو یہ کہ دینا،اگر میں قربت کروں تو مجھ پر حج یا روزہ خواہ ایک ہی دن کا ہو لازم ہوگا۔یہ تمام صورتیں ہم بستری کو دشوار کرنے کے ساتھ مشروط کرتی ہیں۔اس کے برعکس اگر یہ کہا جائے کہ اگر میں تجھ سے قربت کروں تو مجھ پر ماہ رواں کا یا ماہ گزشتہ کا روزہ لازم ہو گا۔تو اس سے کچھ نہ ہوگا۔ماضی کی نذر درست نہیں ہے۔اور ماہ رواں کے روزے کی شرط بے معنی ہے کہ اس ماہ کے ختم ہونے کا بعد قربت کی تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔کیونکہ وہ ایام جن میں روزہ رکھنا تھا گزر چکے ہوں گے مگر یہ کہنا ایلاء ہے کہ اگر قربت کروں تو مجھ پر قربانی یا اعتکاف یا کفارہ لازم ہوگا۔یا میں سو رکعت نماز ادا کروں گا۔وغیرہ۔غرضوہ تمام امور جو مشقت کے حامل ہوں۔ان میں سے کسی امر پر قربت کو منحصر کردینا ایلاء بن جاتا ہے۔اور ایسے امور میں سے کسی امر پر ہم بستری کو منحصر کرنے سے ایلاء نہیں ہوتا،جن میں جسمانی مشقت نہ ہو۔مثلا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں اپنی بیوی سے ہم بستری کروں تو مجھ پر تسبیح پڑھنا یا جنازے کا ساتھ چلنا لازم ہوگا تو اس سے ایلاء نہیں ہوتا۔

بہرحال اگر ترک ہم بستری کرنے پر اللہ کی قسم کھانے کا بعد ہم بستری کی تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔اور اگر طلاق پر قسم کھائی تھی تو طلاق پڑ جائیگی۔خواہ اسی بیوی پر طلاق واقع ہونے کی قسم کھائی ہو۔اس کے علاوہ کسی اور بات پر قسم کھائی ہو تو اس کا پورا کرنا لازم ہے۔ایسی صورت میں ایلاء کا حکم ساقط ہوجائیگا۔تفصیل بالا سے معلوم ہوا کہ ایلاء میں طلاق دینے،کفارہ ادا کرنے،قربانی دینے حج کرنے اور روزہ رکھنے وغیرہ کی شرط رکھی جاسکتی ہے۔کیونکہ ان باتوں سے جان کہ مشقت ہوتی ہے۔نذر ماننے پر اگر مشقت ہو تو اس پر ایلاء کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔مثلاً اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے ہمبستری کروں تو مجھ پر ۲۰ رکعات نماز پڑھنا لازم ہوگا تو اسے ایلاء نہیں ہوگا کیونکہ ۲۰ رکعات نماز پڑھنا بذات خود کچھ دشوار نہیں،خواہ بعض کمزور اشخاص سہولت پسندی کی وجہ سے اسے دشوار محسوس کریں لہٰذا کسی نے اس پر ایلاء کیا تو اسے مولی (ایلاء کرنے والا) قرار نہ دیا جائے گا۔اس کے برخلاف اگر کسی نے یہ نذر مانی کے سو رکعات ادا کروں گا چونکہ اس میں مشقت ہے اسلئے یہ ایلاء ہوجائے گا۔

حنبلی مسلک کی رائے: حنبلی مسلک کے فقہا کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شوہر جو ہم بستری کے قابل ہو اور اپنی بیوی سے ہم بستری نہ کرنے کے لئے اللہ کی یا اللہ کی کسی صفت کی قسم کھائے تو یہ ایلاء ہے۔البتہ اس کے بارے میں حنبلی فقہا کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا نذر کی قسم بھی اللہ کی قسم کی مانند ہے۔اور چار ماہ گزرنے کے بعد بھی انہی احکام کا اطلاق ہوگا۔جن کا اطلاق ایلاء کرنے والوں پر ہوتا ہے؟بعض فقہا کی رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کو ایلاء کرنے والا قرار نہ دیا جائے گا۔کیونکہ نذر ماننا ایک ایسا عہد ہے جو قسم نہیں ہے جیسے کا ظاہر ہے حنابلہ کے نزدیک ایلاء قسم ہے اور قسم یا تو اللہ کی ذات کی ہوتی ہے یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی۔پس اگر ہم بستری نہ کرنے کی قسم کو طلاق سے وابستہ کردیا گیا،مثلا بیوی سے یوں کہا "اگر تجھ سے ہم بستری کروں تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو۔" یا نذر مان لی کہ "اگر ہم بستری کروں تو مجھ پر حج یا صدقہ لازم ہوجائیگا وغیرہ۔ان تمام باتوں سے اس شخص کو ایلاء قرار نہیں دیا جائیگا۔" کیونکہ کسی کام کو شرط سے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس،پروپوزل،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0331-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

وابستہ کرنے کا مطلب قسم کھانا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں قسم کے الفاظ نہیں آئے ، زیادہ سے زیادہ یہ امر قسم کی طرح کسی کام سے باز رہنے یا اسے ترک کرنے کیلئے ہوتا ہے۔ لہٰذی اسے بھی حلف کیا جاتا ہے۔

مشروط قسم کو فقہی اعتبار سے قسم قرار نہیں دیا جاتا اور یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص کعبے کی قسم کھائے یہ بھی فقہی لحاظ سے کوئی قسم نہیں ہے۔ اب اگر کسی شخص نے اس طرح کی قسم کھائی اور پھر بیوی سے ہم بستری کر لی تو اس شرط کو پورا کرنا لازم ہوگا۔ لیکن اگر ہم بستری نہیں کی تو ایلاء کے احکامات عائد نہیں ہوں گے۔ البتہ بیوی کو حق ہوگا کہ اگر خاوند چار ماہ تک اس سے علیحدہ رہے، گو بغیر ایلاء کے الگ رہا ہو تو وہ اس معاملے کہ حاکم (عدالت) کے سامنے پیش کرے اور حاکم عدالت شوہر کو بیوی کے پاس جانے یا طلاق دینے کا حکم دے گا۔

مالکی مسلک کی رائے: مالکی مسلک کی رائے میں از روئے شریعت ایلاء یہ ہے کہ مسلمان مکلّف شوہر، جو عورتوں سے مباشرت کی صلاحیت رکھتا ہو، اپنی بیوی سے جو دودھ نہ پلاتی ہو، چار ماہ یا اس سے زیادہ عرصے کے لئے ترک مباشرت کی قسم کھا لے۔ ایلاء کی اس تعریف میں خاوند کی قسم کھانے میں تین صورتیں ہیں

۱۔ ایک صورت اللہ یا اس کی صفت کی قسم ہے مثلاً بیوی سے یوں کہنا کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں ، کہ تجھ سے کبھی ہمبستری نہیں کروں گا۔ یا پانچ ماہ تک نہ کروں گا۔ اسی طرح اللہ کے علم یا اس کی قدرت وغیرہ کی قسم ہے۔

۲۔ دوسری صورت کسی خاص چیز کو اپنے اوپر لازم کر لینا جائز ہو مثلاً طلاق دینا، صدقہ نکالنا یا حج، روزہ اور نماز کو اپنے اوپر لازم کرنا۔ اس طرح کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے اگر میں تجھ سے ہم بستری کروں تو تجھے طلاق ہے یا فلاں غلام آزاد کرنا مجھ پر لازم ہوگا۔ یا اتنی اشرفیوں میں صدقہ یا سو رکعات نماز یا ایک ماہ کے روزے یا مکہ کی زیارت اپنے اوپر لازم کرتا ہوں۔ اس کو نذر معین کہتے ہیں۔

۳۔ تیسری صورت غیر معین امر کو لازم کر لینا ہے۔ مثلاً یوں کہا کہ اگر مباشرت کروں۔ تو اپنی نذر پوری کروں گا۔ یا صدقہ دونگا (یہ سب صورتیں ایلاء کی ہیں) لیکن اگر بیوی سے یوں کہے (علی نظر ان لا اطلق) تو اس میں اختلاف ہے۔ بعض اصحاب کہتے ہیں کہ اس طرح کہنے سے بھی ایلاء ہو جائیگا۔ بعض کہتے ہیں نہیں ہوگا۔

شافعی مسلک کی رائے: فقہائے شافعیہ کی رائے میں ایلاء یہ ہے کہ ایسا شوہر جس سے ہمبستری متوقع ہو اور جس کا ہمبستری نہ کرنا موجب طلاق ہو جائے ، چار ماہ یا اس سے زائد عرصے تک ترک ہمبستری کی قسم کھائے۔ اس تعریف کی رو سے لفظ حلف یا قسم میں تینوں صورتیں شامل ہیں۔

۱۔ وہ قسم اللہ کے ناموں یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی ہو مثلاً یوں کہا جائے کہ میں اللہ کی یا اس کی قدرت کی قسم کھاتا ہوں کہ اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کروں گا۔

۲۔ مباشرت کو طلاق واقع ہو جانے وغیرہ سے وابستہ کیا جائے۔ مثلاً بیوی سے یوں کہا جائے کہ اگر تجھ سے مباشرت کروں تو تجھے طلاق ہے۔

۳۔ منت یا نذر ماننے سے جو نیک کام لازم ہوتے ہیں مثلاً نماز روزہ وغیرہ کو ایلاء یعنی ترک مباشرت کی قسم سے اپنے اوپر لازم کر لینا، جیسے بیوی سے یوں کہنا کہ اگر میں تجھ سے مباشرت کروں تو اللہ کی طرف سے مجھ پر اتنی نماز یا صدقہ لازم ہوگا۔ ان سب صورتوں میں ایلاء ہو جائیگا۔

شرائط ایلاء: ایلاء کی متعدد شرائط ہیں۔

رکن شرائط: رکن سے مراد وہ الفاظ ہیں جن سے ایلاء متحقق ہوتا ہے یعنی بیوی سے ہمبستری نہ کرنے کی چار ماہ یا اس سے زائد مدت کی قسم کھانا ، اس کی تین شرطیں ہیں۔

پہلی شرط: ایلاء کے رکن کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے الفاظ ایسے ہوں جو ایلاء کے مفہوم پر دلالت کرنے کے لیے موزوں ہوں۔ یعنی شوہر ایلاء میں جو الفاظ استعمال کرے وہ ایسے ہوں جو صراحۃ اور عرفاً اس کے بیوی سے ہمبستری نہ کرنے پر دلالت کرتے ہوں۔

دوسری شرط: ایلاء کے لیے بولے گئے کلمات ایسے ہوں جو فوری طور پر موثر اور پختہ ارادے پر دلالت کرتے ہوں اور ان میں تردد اور شک موجود نہ ہو، یعنی وہ کہے کہ خدا کی قسم میں اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کروں گا۔

تیسری شرط: ایلاء کے لیے کہے گئے کلمات جان بوجھ کر کہے گئے ہوں یعنی جس وقت شوہر ایلاء کے ارادے سے ایلاء کے حامل کلمات ادا کرنا چاہے تو وہ یہ الفاظ قصداً اپنی مرضی اور اختیار سے ادا کرے۔

مولی کی شرائط: ایلاء کرنے والے شوہر کی شرط یہ ہے کہ وہ عاقل اور بالغ ہو، مجنوں اور بچہ کا ایلاء معتبر نہیں ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ایلاء کرنے والے شوہر اور بیوی کی شرائط: ایلاء کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ جس شخص نے ایلاء کا کلمات ادا کیے ہوں اس کے اور اس کی بیوی کے درمیاں حقیقۃ یا حکماً نکاح موجود ہو۔ مثلاً اگر شوہر نے بیوی کو رجعی طلاق دے دی ہو اور وہ قسم کھائے کہ میں اس بیوی سے چار ماہ سے زیادہ مدت تک قربت نہیں کروں گا تو وہ مولی کہلائے گا۔ اگر چار ماہ گزر گئے اور بیوی بھی عدت میں ہے مثلاً اس طرح کے بیوی حاملہ ہے اور ابھی بچے کی پیدائش نہیں ہوئی ہے تو مالکی ،

شافعی اور حنبلی مسلک کے فقہاء کے نزدیک اس شوہر کو رجوع کا حکم دیا جائے گا اور اگر وہ رجوع پر آمادہ نہ ہو اور طلاق بھی نہ دے تو عدالت اس کی بیوی کو طلاق دے دے گی اور حنفی فقہا کے نزدیک ایلاء کی مدت ،یعنی چار ماہ گزرتے ہی طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی۔

ایلاء کی مدت کی شرائط: اکثر فقہاء کی رائے یہ ہے کہ ایلاء میں ایک مدت بھی ہونی چاہیے جس میں ترک ہمبستری کی شوہر قسم کھائے ،حنفی فقہاء کے نزدیک ایلاء کی مدت چار ماہ یا زائد ہے یعنی اگر شوہر اپنی بیوی سے چار ماہ سے کم ترک ہمبستری کی قسم کھائے تو ایلا نہیں ہوگا بلکہ یہ قسم یمین ہوگی۔ اگر شوہر چار ماہ سے زائد مدت کی قسم کھائے کہ وہ اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کرے گا تو اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے یہ ایلاء ہوگا۔

ظہار کی فقہی وشرعی حیثیت: ظہار کا لفظ 'ظہر' سے بنا ہے جس کے معنٰی پشت کے ہیں۔ اسلام سے قبل عرب میں یہ رواج تھا کہ شوہر جب بیوی سے ناراض ہو تا اس سے کہہ دیتا کہ 'تو میری ماں کی پشت کی مانند' ہے۔ اور اسطرح کہنے سے اسکی بیوی اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی تھی۔ اسلامی قانون چونکہ انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے اور اس میں لوگوں کے لیے بڑی سہولتیں رکھی گئی ہیں تا کہ اس پر عمل کرنا ان کے لیے آسان ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے جہاں زندگی کے دیگر معاملات میں لوگوں کے لیے بہت سی آسانیاں پیدا فرمائیں۔ وہاں خاندانی زندگی ، بالخصوص ازدواجی زندگی کو بہت سہل اور آسان بنایا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم نے 'ظہار' کے طریقے میں جو اسلام سے قبل عربوں میں رائج تھا۔ ترمیم کر کے شوہر کیلیے یہ گنجائش فراہم کی کہ اگر وہ ناشائستہ بات کہہ بیٹھے کہ بیوی کو ماں جیسا قرار دے دے تو یہ حرمت ابدی نہیں ہے۔ بلکہ وہ اُس کا کفارہ ادا کر کے از سرِ نو ازدواجی زندگی کا آغاز کر سکتا ہے۔ ظہار کا حکم قرآن کرم میں آیا ہے۔

' اللہ تعالیٰ نے سُن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملے میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سُن رہا ہے۔ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں اُن کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں۔ اُن کی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے انہیں جنا ہے۔ یہ لوگ ایک سخت ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا ہے'۔ (المجادلہ ۸۵)

' جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں۔ پھر اس بات سے رجوع کریں۔ جو انہوں نے کہی تھی قبل اسکے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ اس سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے باخبر ہے۔ اور جو شخص غلام نہ پائے وہ دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم اسلیے دیا جا رہا ہے کہ تم اللہ اور اسکے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ یہ اللہ کیمقرر کی ہوئی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک سزا ہے'۔

03465504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 4 اسلامی قانون میں قاضی کے فرائض اور عدالتی انصاف کے بنیادی اصول کیا ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔ (20)

جواب۔

قاضی کے اوصاف وشرائط: اسلام میں منصب قضاء کی اہمیت کے پیش نظر فقہاء کرام نے قاضی کے انتخاب کے لیے اس کی صلاحیت واہلیت کا ایک معیار متعین کیا ہے تا کہ اسلامی مملکت کے لیے معاشرے کے ایسے باصلاحیت اور موزوں افراد کا انتخاب کیا جا سکتے جو فطری فہم وشعور کی صلاحیتوں سے بہرہ ور ہونے کے ساتھ شریعت کے علوم سے آشنا اور عدل وانصاف کی بنیادی شرط خدا ترسی سے بہرہ ور ہوں۔ فقہ کی کتابوں میں شرائط کے بیان میں تفصیل اور قدرے اختلاف سہی مگران کا مرکزی محور مذکورہ امور ہیں ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ قاضی کی تین شرائط ہیں: 1 کمال 2۔ عدالت 3۔ صاحب اجتہاد ہونا

کمال کی دو قسمیں ہیں: 1۔ کمال احکام 2۔ کمال خلقت

کمال احکام میں چار امور آتے ہیں: 1۔ بالغ ہونا 2۔ عاقل ہونا 3۔ آزاد ہونا 4۔ مذکر ہونا

کمال خلقت میں تین امور شامل ہیں: 1 گویائی 2 بینائی 3 سماعت کا صحیح ہونا

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آئی ڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ، پروپوزل ، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ منصب قضاء کی اہلیت کی شرطیں مندرجہ ذیل ہیں:

1 ۔عقل 2۔بلوغ 3۔اسلام 4۔ حریت 5۔بصارت 6۔نطق (قوت گویائی)

7 حد قذف (تہمت کا حد) کا سزایاب نہ ہونا

فقہائے کرام کی نظر میں قضاء حکومت کا ایک ادارہ ہے اور اس کے لیے متعلقہ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1 پہلی شرط اسلام: فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قاضی کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔اور غیر مسلم کو قاضی بنانا درست نہیں ہے اس لیے کہ شہادت کی قبولیت کے لیے اسلام شرط ہے تو منصب قضاء کے لیے یہ شرط بدرجہ اولی ہونی چاہیے

2۔دوسری شرط، بلوغ: اس شرط پر بھی فقہائے کرام کا اتفاق ہے کیونکہ بچہ مکلّف نہیں ہے اور ایسا اپنے نفس پر ولایت کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔

3۔ تیسری شرط، عقل: قاضی کا ذہین وفطین ہونا شرط ہے پیچیدہ معاملات ومسائل کے لیے عقل رسا اور فکر سلیم کی ضرورت ہے محض اتنی کافی نہیں جتنی عام انسانوں میں ہوا کرتی ہے۔

4 چوتھی شرط، مرد ہونا: جمہور فقہاء نے منصب کے حامل کے لیے مرد ہونا کی بھی شرط عائد کی ہے ان کے نزدیک عورت کا قاضی بننا درست نہیں ہے۔

5 پانچویں شرط عدالت: کسی شخص میں خداترسی اور پارسائی کی حالت پائے جانے کو عدالت کہا جاتا ہے جس شخص میں عدالت پائی جائے اسے عادل کہتے ہیں۔

6 چھٹی شرط، سلامت حواس: سلامت حواس سے مراد سننے اور دیکھنے کی قوت کی سلامتی تاکہ اثبات حقوق کی صحت ، مدعی و مدعا علیہ میں فرق اور اقرار وانکار کرنے والوں میں امتیاز ممکن ہو۔

7 ساتویں شرط: حنفی فقہاء کے یہاں چونکہ قاضی کے لیے ان تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہیں اس لیے قاضی کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ منصب قضاء پر فائز ہونے والے شخص کو کبھی حد قذف نہ لگی ہو

8 آٹھویں شرط: قاضی خود بخود قاضی نہیں ہوتا۔ بلکہ حکومت کی جانب سے تقرری ضرورت ہے۔

9 نویں شرط: بعض فقہاء کے نزدیک قاضی کا علوم شریعت سے واقف ہونا اور ان علوم میں درجہ اجتہاد حاصل ہونا بھی ضروری ہے۔

قاضی کا تقرر اگرچہ سربراہ ریاست کی ذمہ داری ہے۔مگر اسلامی حکومت میں قضاء انتظامیہ سے بالکل علیحدہ ایک آزادی ادارہ ہے۔تاریخ میں حضرت عمرؓ پہلے آدمی ہیں جہنوں عدلیہ سے انتظامیہ کو علیحدہ کیا اپنے آپ کو انتظامی ذمہ داریوں کے ساتھ مخصوص کرکے حضرت علیؓ کو جو صحابہ کرام میں قضاء کی سب سے زیادہ صلاحیت رکھنے والے تھے۔منصب قضاء پر مامور کیا اسی طرح حضرت عمرؓ نے حضرت ابوالدرداء کو مدینہ، حضرت ابوموسی رضیؓ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔

حضرت عمرؓ کا مکتوب: حضرت عمرؓ نے حضرت موسی اشعریؓ کے نام قضاء کے بارے ایک خط تحریر کیا اس خط میں جو قواعد وضوابط بیان ہوئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں ۔

۱۔ قضاء کا نظام قائم کرنا اسلامی حکومت کا فرض ہے۔

۲۔ قاضی عدالت میں فریقین کے ساتھ برابری کا سلوک کرے۔کسی بااثر آدمی کو عدالتی کاروائی پر اثر انداز نہ ہونے دے۔

۳۔ اپنے دعوی کو ثابت کرنا مدعی کے ذمے ہے اور قسم اس شخص سے لے جائے گی جو مدعی کے دعوے سے انکار کرے۔

۴۔ قاضی خوب غور اور تحقیق کے ساتھ فیصلہ کرے

۵۔ قاضی خوب غور عدالت میں غصہ اور تنگدلی کا اظہار نہ کرے۔

۶۔ مسلمان افراد کی گواہی ایک دوسرے کے بارے میں قابل قبول ہے۔

سوال نمبر5: قضاء (عدالتی نظام) کی اسلامی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ اسلامی عدالتی نظام کے بنیادی اصول بیان کریں۔(20)

جواب:

قضاء کے قواعد اور طریقہ کار: قاضی کا تقرر اگرچہ سربراہ ریاست کی ذمہ داری ہے مگر اسلامی حکومت میں قضاء انتظامیہ سے بالکل الگ ایک آزاد ادارہ ہے تاریخ میں حضرت عمرؓ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے عدلیہ سے انتظامیہ کو الگ کیا اپنے آپ کو انتظامی ذمہ داریوں کے ساتھ مخصوص کرکے حضرت علیؓ کو جو صحابہ کرامؓ میں قضاء کی سب سے زیادہ صلاحیت رکھنے والے تھے منصب قضاء پر مامور کیا۔اسی طرح حضرت عمرؓ نے حضرت ابوالدرداءؓ کو مدینہ کا، حضرت شریح ب کو بصرہ کا اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔

قاضی کا دائرہ اختیار: حکومت علاقے اور معاملات کے اعتبار سے قاضی کے دائرہ اختیار کا تعین کر سکتی ہے علامہ ماوردی نے دائرہ اختیار کے لحاظ سے قاضیوں کی تین قسمیں درج کی ہیں:

۱۔ ولایت عامہ کا حامل ایسا قاضی جس علاقے میں قاضی مقرر ہوا ہے اس کے تمام اور ہر طرح کے معاملات کی ساعت کر سکتا ہے۔

۲۔ ایک خاص مقام میں ولایت عامہ کا حامل اس قاضی کو ایک متعین مقام کے تمام معاملات میں فیصلہ کا اختیار ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک ایڈمیشن سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اشتہاری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 0334-5504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۳۔ ایک متعین مسئلہ میں قاضی یعنی مقدمات کی نوعیت کے اعتبار سے ہر نوع کے لیے الگ قاضی مقرر ہونا۔

متعدد قاضی: ایک علاقے میں ایسے قاضی بھی مقرر کیے جا سکتے ہیں جو تمام مقدمات کی سماعت کے مجاز ہوں اسی طرح کسی شہر یا آبادی میں تمام معاملات کی سماعت کا اختیار رکھنے والا قاضی بھی مقرر کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ قاضی کا دائرہ سماعت وفیصلہ متعین کر دیا جائے کہ فلاں دیوانی اور فلاں عائلی وغیرہ اس آخری صورت میں مناسب ہوگا کہ ایک شہر اور علاقے میں متعدد قاضی مقرر کیے جائیں جو سب جدا جدا سماعت و فیصلہ کا اختیار رکھتے ہوں۔

ہر علاقے میں قاضی کا تقرر: حکومت کی ذمہ داری ہے کہ کم سے کم فاصلوں پر عدالتیں قائم کر کے قاضی مقرر کرے تاکہ لوگوں کو سہولت ہو بعض فقہاء نے کہا ہے کہ اتنی مسافت پر قاضی مقرر ہونا چاہیے جتنی مسافت آدمی ایک دن میں پیدل چل سکتا ہے۔

مقام عدالت: قاضی مسجد میں اپنی عدالت قائم کر سکتا ہے عدالت کے لیے مستقل عمارت بنائی جا سکتی ہے نیز قاضی اپنی رہائش گاہ پر بھی عدالت لگا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھ کر فیصلے دیا کرتے تھے اسی طرح خلفائے راشدین صحابہ کرام اور تابعینؒ بھی بطور قاضی مسجد میں ہی اجلاس کیا کرتے تھے۔

قاضی کی تنخواہ اور دیگر سہولتیں: قاضی کو جسمانی اور نفسیاتی طور پر صحت مند ہونا چاہیے اور جس وقت وہ قضاء کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے وہ بالکل بے فکر اور مطمئن ہو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔''

اس حدیث کی بنیاد پر امام مالکؒ نے ارشاد فرمایا کہ: قاضی بھوکا پیاسا اور خوف کی حالت میں نہ ہو اور کوئی ایسی معاشی یا نفسیاتی الجھن بھی درپیش نہ ہو جو اسے صحیح فیصلے تک رسائی میں اور معاملے کو پوری طرح سمجھنے میں خلل انداز ہو۔ غرض منصب قضاء اور عدل گستری کی اہمیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ قاضی حق وانصاف کے مطابق فیصلہ کرنے میں نہ صرف یہ کہ ہر بیرونی اثر سے آزاد ہو بلکہ اسے معاشی خوشحالی بھی میسر ہونی چاہیے تاکہ وہ اپنی تمام فکری، ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں سے حق کے مطابق فیصلے کر سکے۔ حضرت عمرؓ نے قاضی کی تنخواہ سو درہم اور سال کی گندم مقرر کی تھی اس دور کے لحاظ سے یہ بہت بڑی تنخواہ تھی کیونکہ خود خلیفہ کی اتنی تنخواہ نہ تھی۔ حضرت علیؓ نے جب اشتر نخعی کو مصر کا گورنر مقرر کیا تو حضرت علیؓ نے اہل مصر کو تحریر کیا کہ قضاء کے لیے بہترین افراد کا انتخاب کر کے انہیں خوب فراخی عطا کرو تاکہ انہیں کوئی دشواری نہ ہو اور وہ لوگوں کے محتاج نہ رہیں اور انہیں بلند مقام و مرتبہ عطا کرو۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ کی تنخواہ بھی سو درہم ماہوار تھی۔ اموی دور میں قاضی کی تنخواہ ایک ہزار دینار سالانہ ہوگئی تھی اور ان کا معاشرتی مقام و مرتبہ کافی بلند ہو گیا تھا۔

عدالت کا احترام: قاضی کا احترام اور عدالت کا وقار اور ہیبت قائم کرنا، منصب قضاء کے لیے بہت اہمیت کا حامل امر ہے کیونکہ قاضی فیصلہ کرتا ہے اور قرآن کریم میں حکم کو اللہ کا وصف قرار دیا گیا ہے نیز رسول اللہ ﷺ کے بارے میں قرآن حکیم میں آیا کہ آپ جو فیصلہ فرمائیں اس کے بارے میں دل میں کوئی معمولی سا تامل تک پیدا نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ قاضی اور عدالت کا احترام اور اس کے فیصلے کو بلا تامل قبول کرنا لازم ضروری ہے۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignments.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔